اکائی 2 زبان کا عہد بہ عہد ارتقاء، زبان اور بولی کا فرق

ساخت

2.1 اغراض ومقاصد

2.2 تمہید

2.3 زبان کی تعریف

2.4 زبان کیسے بنتی ہے، زبان اور بولی کا فرق

2.5 زبان کا عہد بہ عہد ارتقاء

2.6 آپ نے کیا سیکھا

2.7 آپ اپنا امتحان خود لیجیے

2.8 سوالات کے جوابات

2.9 فرہنگ

2.10 کتب برائے مطالعہ

2.1 اغراض ومقاصد

اس اکائی میں آپ کو معلوم ہوگا

- زبان کسے کہتے ہیں؟ زبان کی تعریف کیا ہے
- زبان کیسے بنتی ہے اسکے مدارج کون کون سے ہیں
- کن مراحل سے گذر کر زبان بنتی ہے
- زبان کیسے تہذیب کی غماز بنتی ہے
- زبان اور بولی میں کیا فرق پایا جاتا ہے

2.1 اغراض ومقاصد

زبان کے متعلق جاننا گویا اپنے آپ کو تہذیب کے پیمانے پر پرکھنا ہے۔ زبان کا استعمال بامقصد ہوتا ہے۔ خواہ منہ سے ایک لفظ ادا کیا جائے یا جملہ، زبان کہنے والے کے احساس یا محسوسات یا جذبہ یا جذبات کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان کے ذریعہ انسان کی سوچ وفکر سادگی جوش، خوشی یا مایوسی غم وغصہ کا یا شخصیت کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ زبان کے علم کا جاننا یا زبان کی تاریخ اور ارتقاء کا جاننا، فرد اور افراد کے لیے اسلاف کا پاسدار اور حال کو پائے دار بنانا ہے زبان اپنے ارتقاء کی نشیب وفراز سے گذرتی ہے انسانی زندگی کے اِنفاس کا مدار اس سے وابستہ ہے، جو اپنے اندر اسرار ورموز کے اظہارات کے اسباب پوشیدہ رکھتی ہیں۔ اسی غرض سے زبان کا آغاز وارتقاء

جاننا اور سمجھنا ہر ذی ہوش اور خصوصاً طالب علم کے لیے بے حد ضروری ہے۔ زبان کی اسی تاریخ و تعریف اور آغاز وارتقاء کا پتہ لگانا گویا زبان کی سادگی، شگفتگی، نفاست اور لطافت اظہار و بیان کے لیے ضروری ہے۔

2.2 تمہید

مندرجہ بالا نکات کی مفصل وضاحت کے لیے زبان کس طرح تبدیل ہوتی ہے، قدیم زبان کس طرح بدلتی ہے۔ نئی زبان وجود میں آتی ہے۔ نئی زبان کی تشکیل میں عوام اور خواص کا کیا کردار ہوتا ہے اور زبان کسے کہتے ہیں اور بولی کسے کہتے ہیں دونوں میں کیا فرق پایا جاتا ہے۔ بولیاں کس طرح سے زبان کو متاثر کرتی ہیں اور نئی زبان کس طرح سے پروان چڑھتی ہے ہماری زبان اردو کی تشکیل کیسے ہوئی اور اسکی ابتداء اور ارتقا میں کتنے زمانے لگے کتنی صدیاں گذریں اور کون کون سی قومیں اور انکی زبانیں متاثر کن رہیں۔ تاریخ کے کن ادوار میں اردو زبان نے قبولیت اور مقبولیت حاصل کی۔ کن رہنماؤں، بزرگوں، ادیبوں اور شعراء نے اس زبان کو برتا یا استعمال کیا جو آج ہم تک پوری سج دھج کے ساتھ پہونچی اور اسے ہم اپنے احساسات و جذبات کے اظہارات کے لیے بے ساختہ استعمال کررہے ہیں۔ آیئے جانتے ہیں۔

2.3 زبان کی تعریف

زبان دراصل احساسات یا جذبات کے اظہار کا علامتی وصیلہ ہے۔ جو آوازوں کی مدد سے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ زمانے قدیم سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ ماہر لسانیت پروفیسر گیان چند جین زبان کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''زبان چند ایسی مخصوص آوازوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو صوتی اعضاء کے عمل سے وجود میں آتی ہیں۔''

لہٰذا الفاظ جب مخصوص ترکیبوں میں آتے ہیں تو جملے وجود میں آتے ہیں یہ جملے آگے چل کر زبان کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ زبان عام طور پر ایکدوسرے کو سمجھنے اور جاننے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بنی نوح انسان کا دنیا میں قدم ہی زبان کو بھی ساتھ لایا گویا قدرت نے ہی انسان کی سرشت میں زبان کا علم ودیت کیا ہے۔ جس سے انسان ایکدوسرے کی ضروریات بھوک پیاس، تکلیف اور انبساط سے واقف رہا۔ آگے چل کر موسم اور جغرافیائی تغیرات سے اصل زبان کے استعمال میں فرق آنے لگا، یہ فرق زبان کے فروغ میں حائل نہیں ہوا بلکہ ایکدوسرے کو باآسانی سمجھنے میں معاون اور مددگار ہی ثابت ہوا۔ زبان ایکدووسرے کے ذریعہ یعنی فرد کے ذریعہ افراد اور ان افراد کے مابین معاشرتی گٹھ جوڑ کا باعث بنتی گئی ۔ زبان ہی نے چیزوں کے برتنے کے سلیقے کو عام کیا۔ ایکدوسرے کو مقام رشتوں عزت واحترام اور تہذیب وثقافت کو عام کیا۔ زبان ہی انسان کے مہذب اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت قرار پائی زبان ہی معاشرے اور قوموں کی پہچان بنتی گئی۔

زبان انسان کے مافی الضمیر کے فطری اظہار کا ذریعہ ہے، زبان قوموں کے عقیدے اور فکر کی ترجمان بھی ثابت ہوئی ہے مثال کے طور پر عبرانی، عربی، دراوڑ، یونانی، سنسکرت، فارسی، انگریزی اور اردو۔ قوموں میں تاریخ کے مطابق زبانوں سے بھی پہچانی گئیں۔ قدیم زبانوں کے نقوش آج بھی موجود ہیں۔ جو اصل زبانیں کہلاتی ہیں

وقت حالات، معاملات، اقتصادی مسائل کے سد باب نے اصل زبانوں کو فروغ بھی دیا۔ سیاسی معاملات اور سرحدوں کی توسیع اور نقل مکانی کے اثرات سے اصل زبانوں کو جہاں فروغ ملا وہیں اس کے اختلات سے نئی زبانیں بھی وجود میں آئیں۔

2.4 زبان کیسے بنتی ہے، زبان اور بولی کا فرق

زبان کی دو شاخیں ہیں ایک تاریخی دوسری توضیحی یا تشریحی۔ زبان کا علم ہی گویا اس کی پہچان ہے۔ لیکن قدیم یا اس سے میل جول رکھنے والی زبان کو اس کا ماخذ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے تامل، تلگو، کنڑا وغیرہ دراوڑ زبانیں ہیں۔ جبکہ سنسکرت، یونانی، لاطینی اور قدیم فارسی آریائی زبانیں ہیں اسی طرح عربی، عبرانی، سریانی، شوری بھی۔

ہر زبان اپنے آپ میں ایک معاشرے کا درجہ رکھتی ہے اور معاشرہ افراد پر مبنی ہوتا ہے۔ فرد کے ذاتی معاملات افراد پر زبان کی ذریعہ واضح ہوتے ہیں۔ جو ایکدوسرے کی ضرورت اور مطالبات کو پورا کرتے ہیں، فرد یا افراد کی بنیادی ضرورت غذا اور پانی ہوتی ہے اور یہی ضرورت انسان کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتی ہے بلکہ نقل مکانی کا دوسرا نام ہی زندگی ہے جو انسان کی سرشت میں قدرت نے ودیت کر رکھا ہے۔

جوں جوں خاندان میں اضافہ ہوتا ہے ان میں ایسے تخلیقی اذہان بھی پیدا ہوتے ہیں جو مختلف صلاحتیں رکھتے ہیں۔ مثلاً کوئی نقاشی کرتا ہے، کوئی کڑھائی بنائی میں مہارت رکھتا ہے کوئی رنگوں کے ذریعہ تصویر کشی کے علم میں کوئی کپڑوں اور مختلف قسم کے لباس تیار کرنے میں مہارت رکھتا ہے کوئی اوزار اور ہتھیار بنانے کا ہنر رکھتا ہے، کوئی زراعت کا علم رکھتا ہے۔ تاہم اپنے اپنے علم اور ہنر کے ذریعہ انسان ایکدوسرے کی ضروریات کی تکمیل میں منہمک رہتا ہے اور ضروریات کی تکمیل ہی انسان کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہونچاتی ہے لیکن دوسرا مقام اسکے لیے اجنبیت رکھتا ہے۔ لیکن چیزوں کی شناخت اور علامتیں اس اجنبیت کو ختم کر دیتی ہیں اور انسان اپنی ضرورت کی چیزوں کو فوری پہچان لیتا ہے اور ہنر مندی سے وہ اپنی چیز اسی علامتی اظہار و نام کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔ یعنی ہنر مند نے اس چیز کا علامتی نام رکھا تھا۔ اسی طرح ضرورت مند نے اسے قبول کر لیا اور اس طرح وہ اجنبی قوم کا باشندہ جو اپنے ساتھ اشیائے ضروریات فروخت کے لیے بازار میں فروخت کرنے کے لیے گیا تھا اپنی زبان کی علامتیں یعنی نام اور لفظیات بھی ساتھ میں دے گیا اور اس طرح ضرورت مند لوگ دوسری زبان کے علامتی ناموں سے واقف ہوتے گئے۔

اس طرح تجارت زبان کے بننے پھلنے اور پھولنے کا ایک سبب بنتی گئی۔ اس کے علاوہ زبان کے بننے کا دوسرا مرکز سائلوں کے مسائل کا حل پیش کرنے والے سماجی طبیب بھی ہیں۔ جو زبان کے بننے میں اہم کردار نبھاتے گئے۔ عام طور پر یہ ایسے افراد ہوا کرتے ہیں۔ جو انسانی زندگی اور نفسیات کا گہرا مشاہدہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جو بے غرض ہو کر فرد اور افراد کی تربیت میں منہمک رہتے۔ ان معاشرتی طبیبوں نے نقل مکانی کر کے نئے مقامات اور اجنبی قوموں کے بیچ پہونچ کر زبان کے ذریعہ انکی اصلاح کی اور زبان کے نئے نئے الفاظ ان لوگوں تک پہونچائے۔ لیکن اس سے یہ امر وارد ہوا کہ تاجروں اور طبیبوں کی زبانوں کی علامتیں اور لفظیات سن کر ان لوگوں

نے ان الفاظ کو برتنا شروع کر دیا لیکن انکے اپنے فطری انداز میں گویا کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تلفظ بگاڑ کے اور یہی بگڑے ہوئے لفظ کا تلفظ رائج ہوتا گیا اور معاشرے میں نئی زبان کی شکل اختیار کر گیا۔ اب یہی تبدیلی زبان کے معرض وجود کا سبب ٹھہری اور آگے چل کر اس مقام کے باشندوں کی صلاحیتوں، علم و ہنر اور سلیقگی کی وجہ سے وہ علاقہ یا مقام مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ مرکزی حیثیت کی وجہ سے یہاں کی تہذیب بھی ایکدوسرے کے ساتھ پیش کش اور پیش آنے کے انداز قائم ہوتے گئے۔

چونکہ عوام جس تہذیب کی پروردہ بن چکی تھی۔ انھیں میں سے یعنی اسی نئی زبان کے عالموں، مفکروں کی جماعت ان میں سے اٹھی یہاں تک کہ حاکم وقت کو بھی اس زبان نے متاثر کیا اور اس طرح ایک نئی زبان مستند زبان قرار پا گئی ۔ چہ جائیکہ زبان کے بننے میں تجارت اور ہنرمند اور باصلاحیت اشخاص کا اہم رول رہا ہے۔ وہیں زبان کے بننے اور اسکی تشکیل میں عقیدے اور عقیدت مندوں اور عقیدے سے جڑے مقام کی تہذیب اور ثقافت کا بھی دخل رہا ہے۔ اسی طرح سیاسی مرکز یا دارالخلافہ کا بھی جہاں حل وعقد اور حکومت کے انتظامات سے رعایا کاری سے تعلق ہوتا ہے، چنانچہ زبان کے بننے میں متذکرہ عوامل کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

زبان پُر تکلف اندازِ تکلم سے مشتق ہے جبکہ بولی بے تکلف لب ولہجہ کا نام ہے، بے تکلف لہجے میں عام طور پر گھروں، بازروں، دوستوں کے درمیان ہونے والی بے لاگ گفتگو، بولی ہے۔ بولی میں عام طور پر لفظ کی بگڑی ہوئی آواز کو استعمال کیا جاتا ہے۔ بولی روزمرہ میں ہونے والی عام گفتگو ہے۔ یہی بولیاں قبائلیوں، دیہاتیوں ،شہروں میں بے لاگ ہونے والی غیر رسمی بات چیت کے زمرے میں آتی ہیں۔

مختلف زبانوں کی لفظیات جس وقت معاشرے میں بڑے پیانے پر استعمال ہونے لگ جائے تو ان لفظیات کے مجموعہ سے ایک نئی زبان بننے لگتی ہے جو ابتداء میں بولی کی شکل میں برتی جاتی ہے۔ ایسی زبان کو بولیوں کا مجموعہ بھی کہتے ہیں جن میں مختلف زبانوں کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ زبان کی اہم بولی کو معیاری زبان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ زبان مخصوص مواقعوں پر استعمال ہوتی ہے جن میں مجلس مدرسہ عدالت جیسی جگہوں پر برتا جاتا ہے۔ جب کے اس کے برخلاف فرد جیسے ہی بے تکلف افراد کے بیچ پہنچ جاتا ہے بول چال کی عام زبان جسے ٹکسالی زبان بھی کہا جاتا ہے استعمال کرنے لگ جاتا ہے۔

چونکہ بولی میں بے لاگ انداز ہونے کی وجہ سے ہر کوئی زبان کے اسی پہلو کو پسند کرتا ہے اور اسے ہی بول چال کے لیے استعمال بھی کرتا ہے دراصل یہ انسان کے فطری عمل کا ثمرہ ہے۔ یعنی مافی الضمیر کو پیش کرنے کا آسان اور سہل طریقہ کار ہے۔ جو بآسانی نا صرف گوشگزار ہو جاتا ہے بلکہ ذہن اور دل تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ زبان کو معاشرے کے افرادی کی ضروریات کے مطابق مختلف درجوں میں بٹا ہوا دیکھا جاسکتا ہے۔ جن میں ایک بول چال کی زبان ٹکسالی جو عام طور پر گھروں اور بازاروں میں بولی جاتی ہے۔ اسی کا دوسرا روپ جسے معیاری زبان کہا جاتا ہے۔

تعلیم نظم ونسق اور تربیت کے لیے برتی جاتی ہے۔ یہی زبان بولیوں کے درمیان استعمال ہوتی ہے۔ لیکن اس کا

زبان کا عہد بہ عہد ارتقاء، زبان اور بولی کا فرق

معیاری روپ تہذیب اور شائستگی ونفاست کو ظاہر کرتا ہے۔عام طور پر اس کی مثالیں طبقہ اشرافیہ کی زبان میں پائی جاتی ہے۔زبان کے دیگر مدارج میں ایک درجہ ادبی زبان بھی کہلاتا ہے جس میں فصیح، معیاری اور قواعد کے مطابق لفظیات کا استعمال کیا جاتا ہے۔کتابیاتی علوم کے لیے استعمال کی جانے والی زبان عام بول چال کی زبان سے بے حد مختلف اور زبان کی صحیح لفظیات، محاورے پر مبنی ہوتی ہے۔ بول چال کے علاوہ تقریر کے لیے استعمال کی جانے والی زبان روزمرہ اور محاورے پر مبنی ہوتی ہے۔

غرضکہ زبان اور بولیاں ایکدوسرے کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔مجلس مدرسے اور عدالت کی زبان دفتر، ڈاکٹر، وکیل، تاجر اور طلبہ کی زبان کو متاثر کرتی ہے۔اسی طرح بولی زبان دانوں کو متاثر کر کے انہیں بول چال کی زبان استعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے۔زبان کے معیاری اور غیر معیاری پیمانے پر پرکھنے کا ایک وسیلہ لہجہ بھی ہے جسے شمالی ہند میں کھڑی زبان کا لہجہ جنوبی ہند میں بولی جانے والی زبان پر دکنی لہجہ غالب ہے۔مختلف علاقوں میں بولی جانے والی اردو زبان مقامی دیگر زبانوں اور بولیوں سے متاثر رہی ہیں۔اسی طرح بعض علاقوں میں بولی جانے والی اردو پر علاقائی لب ولہجہ اور اثر میں خلط ملط نظر آتی ہیں۔

2.5 زبان کا عہد بہ عہد ارتقاء

مندرجہ بالا نکات کے تحت ہم نے زبان کے مقاصد زبان کی تعریف اور زبان کیسے بنتی اور زبان کے بننے میں کون کون سے عوامل کارفرما رہے ہیں جانا اور سمجھا۔آیئے درج ذیل میں اب یہ جانتے ہیں کہ ہم جس زبان سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اردو زبان کب کیسے اور کن حالات میں بنی اور کس طرح ارتقاء کو پہونچی۔

اردو زبان دراصل مختلف زبانوں کے لفظیات کا مجموعہ ہے جو مختلف قوموں کی زبانوں اور ان کے عہد کی تاریخ اور تہذیب اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے زمانہ قدیم کی زبانوں کی تاریخ لگ بھگ ساڑھے تین ہزار سال پر محیط ہیں۔ابتداء میں یہاں دراوڈ قوم آباد تھی یہ قوم مختلف قبائل کے ہند کی سرسبز وشاداب وادیوں میں آب ودانہ کی تلاش میں آنے والوں سے بنی جو افریقہ کے صحرا سے شاداب زمین ہند تک پہونچے یہ نگریٹو طبقہ تھا، جو انڈومان میں مقیم ہوا۔اسی طرح عرب کے ریگزاروں سے ایک قافلہ جو فسلطین سے تعلق رکھتا تھا جسے پروٹو آسٹرل وائیڈ کے نام سے موصوم کیا گیا۔آسٹریلیاں سے گذرتے ہوئے سیلون موجودہ سری لنکا، برما اور ملایا میں مقیم ہوا، رومن بھی عرب کی خاک سے گذر کر ہند پہونچے جو آسٹرک کہلائے۔

دراوڑ بھی ایشیاء کوچک بحرہ روم سے سفر کرتے ہوئے عرب، عراق، بلوچستان سے گذرتے ہوئے ہندوستان آئے۔ یہ طبقہ تقریباً ساڑے تین ہزار سال قبل ہندستان پہنچا اور موہنجوداڑو، ہڑپا کے علاوہ سندھ اور پنجاب میں مقیم ہوا۔دراوڈ آگے چل کر اپنی تہذیب اور تمدّن کی وجہ سے ہند کی قومیت کے معمار کہلائے۔

وسط ایشیاء ایران افغانستان کے راستے (1500) ق م آریا ہندستان پہونچے جو اپنی تہذیب وتمدّن علم وفن میں یکتا تھے دراوڑوں سے معرکہ آرائی کے بعد شمالی ہند کے زرخیز میدانوں میں داخل ہوئے اور پورے ملک پر قابض ہوتے گئے انکی وجہ سے دراوڑوں کو شمالی ہند کی زمینوں سے انخلاء پر مجبور ہونا پڑا اور دراوڑ جنوب کی سمت

نقل مکانی کے بعد آباد ہوتے گئے، جنوبی ہند کی مختلف ریاستوں میں بولی جانے والی زبانیں تیلنگی، کنڑا، ملیالم وغیرہ آج بھی دراوڑ تہذیب کی غماز ہیں۔

آریاؤں کے بعد یونانی، منگول اسی طرح شاک اور ہن، شاکا اور کشان اور ہون جیسے قبائل بھی ہند میں داخل ہوکر بس گئے۔ بعد از آں 712ء میں عرب اور ایرانی بھی جنوبی ہند پہونچے۔

دراوڑ جو قوم کی حیثیت اختیار کر چکے تھے ان کی اپنی زبان تھی لیکن آریاؤں کی آمد نے دراوڑ زبان کو متاثر کیا اور اب ملک میں آریاؤں کی زبان یعنی سنسکرت کا بول بالا ہوتا گیا۔ لیکن دراوڑ اور سنسکرت کے اختلاط سے نئی زبان وجود میں آئی، جسے پراکرت کہا گیا یہی پراکرت ملک کے شمال اور جنوب میں تھوڑے بہت تلفظ اور فطری انداز میں بولی جارہی تھی۔ انھیں پراکرتوں میں پھر تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اب یہ اپ بھرنشوں کے نام سے موسوم ہوئیں۔

یہ پراکرتیں مولود مسیح سے 500 سال اور اپ بھرنشائیں عیسوی 500 تا 1000 تک بولی جاتی رہیں، جو متھرا اتر پردیش میں شورسینی، جنوبی بہار میں ماگدھی، بہار اور الہ آباد میں اردھ ماگدھی۔ اور جنوبی ہند میں مہاراشٹری کے علاوہ کشمیر اور پنجاب میں پشاچی زبانیں کہلائیں۔

پرکرتوں کے بعد اپ بھرنش زبانوں کا دور جو 600ء تا 1000ء پر محیط ہے وسطی ہند آریائی دور کہلاتا ہے اور 1000ء عیسوی سے جدید ہند آریائی زبانوں کا دور شروع ہوتا ہے۔ دراصل پراکرت اور اپ بھرنش دونوں ہی سابقہ زبانوں کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں اور ان کا معنی بھی بگڑی ہوئی کے ہیں، یہ زبانیں شمال میں پنجاب سے لیکر بنگال، بندیل کھنڈ اور راجستھان میں بولی جاتی رہیں۔

جدید ہند آریائی زبان کا آغاز سن 1000 عیسوی سے مغربی ہند کی مختلف بولیوں سے ہوتا ہے جن میں کھڑی بولی، ہریانوی (جاٹو بانگڑو) برج بھاشا، قنوجی، بندیلی قابل ذکر ہیں یہیں سے اردو زبان کے آغاز وارتقاء کا سلسلہ شروع ہوتا ہے سن 700ء سے عرب تاجروں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو کیرل شمالی ہند یعنی پنجاب تک پہنچتے ہیں ان میں ترک اور افغانوں کا اضافہ ہوتا ہے لگ بھگ 1800ء تا 1200ء کے درمیان عرب ترک اور افغان جو اپنے ساتھ عربی، ترکی اور افغانی زبان لائے تھے مقامی تہذیب اور زبانوں کو متاثر کر رہے تھے گویا اردو کا جنم ہو رہا تھا شمالی ہند میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام اور دارالخلافہ کی تہذیب اور ملکی انتظامات کی تمام تر انتظامیہ اور فوج میں ملک بھر سے لوگ اسی مقام پر اکٹھا ہوتے گئے، جو دارالخلافہ کی زبان اور تہذیب سے واقف ہوکر ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچتے گئے۔

دراصل یہ اپنے ساتھ دارالخلافے کی تہذیب سمیٹ کر لے جارہے تھے۔ اور اس تہذیب کا کوئی مخصوص نام نہیں تھا، البتہ اسے ہندوی اور ہندی کہا جانے لگا تھا یعنی وہ زبان جو دارالخلافہ یعنی دہلی میں بولی جارہی تھی یہی زبان برج، بندیل کھنڈ، قرب وجوار میں بھی استعمال کی جارہی تھی۔ ملک کی مختلف اپ بھرنشوں کے بولنے والے اب عرب، ترک اور افغان یعنی فارسی کے الفاظ محاورے اپنے استعمال میں لارہے تھے۔

زبان کا عہد بہ عہد ارتقاء، زبان اور بولی کا فرق

اردو زبان کی تشکیل کا یہ سلسلہ محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوا۔ وادی سندھ میں جہاں پنجابی بولی جاتی تھی عربی لفظیات یہاں تک کے عربی رسم الخط کو بھی اپنایا گیا۔ جنوبی ہند کے بحری راستوں عرب جنوب میں دکن تک پہنچے ان سے تیلگو، ملیالم، تامل، اور کنڑا زبانیں بولنے والے بھی متاثر ہوئے۔ اور آنے والوں کی زبان نے انہیں اس قدر متاثر کیا وہ زبان کے دلدادہ بن گئے اسی طرح محمود غزنوی نے فارسی سے متعارف کروایا بلکہ اردو کے باقاعدہ زبان بننے میں اہم کردار نبھایا۔ اردو کا رسم الخط نستعلیق کہلاتا ہے۔ جو فارسی سے مستعار ہے۔ ایران کے عالم خواجہ میر علی تبریزی اس رسم الخط موجد ہیں۔ انہوں نے عربی کے دو مختلف رسم خط نسق اور تعلیق سے نستعلیق ایجاد کیا۔ جو اردو کے لیے فعال ثابت ہوا اور اردو زبان کی تشکیل اور تحریر کے سلسلے میں بھی عربی و فارسی کے حروف ولفظیات کا چلن عام ہوا عربی فارسی لفظیات وتراکیب اور محاوروں کا استعمال ہوتا گیا۔

غزنوی دور سلطان محمود غزنوی جو ترک تھے۔ اپنے دور حکومت میں حکومت کی زبان فارسی قرار دی، لیکن عوام سے ہم کلامی کے لئے فارسی کو ترک کر کے ہندوی (یعنی اردو زبان) کو اپنایا۔ قطب الدین ایبک کے دور میں تجارت کو فروغ دینے کے لیے عام زبان کی ضرورت کے پیش نظر اسی ہندوی کو اپنایا گیا جو کبھی ریختہ، ہندوی، ہندی کہلاتی تھی۔ اب وہ اردو کہلائی جانے لگی۔ جو ملی جلی زبان تھی۔ یہی زبان خلجی اور تغلق کے زمانوں سے گذرتی ہوئی اورنگ زیب اور شاہ جہاں کے دور تک پہنچی۔ اور اردو معلّیٰ سے اردو زبان کہلائی۔

اردو کے ارتقاء میں جہاں شاہوں کی عنایات شامل رہی وہی صوفیائے کرام اور سنتوں نے بھی عوامی رابطے کے لیے اسی زبان کا سہارا لیا اور اس زبان میں نہ صرف ہم کلام ہوئے بلکہ شعر وادب بھی تخلیق کیا۔ یہی شعر وادب آگے چل کر اردو ادب کا بہترین سرمایہ بن گیا۔

زبان کی تشکیل اور تعمیر میں صوفیا اور سنتوں نے نہایت اہم رول ادا کیا یہ صوفیاء اکرام اپنے آپ ماہر تعلیمات، اخلاقیات وفلسفہ ومنطق پر قدرت میں یکتا تھے، ان بزرگوں کا تعلق مختلف زبانوں سے تھا ان میں کوئی عربی تھا تو کوئی عجمی کوئی ترک، تو کوئی فارس کا باشندہ سبھی اپنے اپنے علاقوں کے زبان کے ماہر اور تہذیب وثقافت کے نمائندے تھے۔ ہندوستان پہونچ کر انہوں نے مقامی زبانوں کو سمجھا سنا اور سیکھا اور اسی زبان میں علم وحکمت کی باتوں کے اسرار ورموز مقامی باشندوں پر آشکار کرتے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کے مقامی لوگ ان بزرگوں سے متاثر ہوتے گئے۔ اور بزرگوں کی تہذیب لب ولہجہ ثقافت تہذیب، لفظیات اور ان کے طور طریقوں کو اپناتے گئے۔ بلکہ یہ اپنائیت تقلید کی حد تک بڑھ گئی ہندستان میں جن صوفیائے اکرام نے معاشرے کی اصلاح اور فرد کی بے بضاتی، بے ثباتی اور روحانی بحرانی کیفیات کو دور کرنے میں اہم رول ادا کیا ان میں شامل میں حضرت

نظام الدین اولیا سے لے کر جنوب میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور انہیں سلسلوں سے دیگر بزرگان دین نے اردو کی نشو ونما میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جن میں تیرھویں صدی کے بزرگ حضرت معین الدین چشتی، عہد پرتھوی راج میں ہند پہونچے اور اجمیر کو اپنا مسکن بنایا، اِصفہان کے سنجر میں پیدا ہوئے، دینی علوم حاصل کرنے کے بعد اس علم کو عملی جامع پہنانے کی غرض سے قلندروں اور فقیروں کی صحبتوں میں وقت گزارنے کے بعد دنیا مافیا

سے بے نیاز ہو کر خدمت خلق کے لیے ہند پہونچ کر ہندوی زبان کو سمجھ سیکھ کر اس میں عربی اور فارسی الفاظ کو شامل کر کے مقامی تہذیب اور زبان کو فروغ دیا۔ بعد ازاں شیخ فریدالدین، گنج شکر، شیخ حمیدالدین ناگوری نے اس علاقے میں زبان کے ذریعہ اخلاقی تعلیمات کو عام کیا۔ زبان کے فروغ اور صنف شاعری کو اردو زبان میں متعارف کروانے میں امیر خسرو کا اہم کردار رہا ہے۔ خسرو کی زبان اس زمانے کی ہندوی زبان تھی جو آگے چل کر اردو کہلائی ۔ خسرو نے جہاں زبان کو فروغ دیا وہیں ادب کی صنف غزل کو عام کیا ۔ امیر خسر و کا عہد 1252 تا 1325 عیسوی ہے۔ خسرو حضرت نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ شمال کے بعد یہی زبان جنوب پہونچتی ہے جہاں شیخ عین الدین گنج العلم عہدِ خلجی گذار کر محمد بن تغلق کے دور میں دولت آباد علاقے میں زبان و علم وحکمت کی درس وتدریس جیسے خالص فریضہ کو انجام دینے کے لیے پہونچے اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے بھی زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

پندرہویں صدی میں ہمیں خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز نے دہلی میں زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا تو ان کے والد سید یوسف حسینی تغلق کے دور میں دولت آباد میں رشد و ہدایت کا کام انجام دے رہے تھے۔ میراں جی شمس العشاق نے بھی زبان و ادب کی خدمات انجام دی۔ شیخ بہاء الدین باجن، شاہ علی محمد جیو گام دھنی، برہان الدین جانم نے علاقہ دکن میں زبان کی آبیاری کی، برہان الدین جانم حضرت میراں جی شمس العشاق کے فرزند تھے۔ اگلے دور میں خوب محمد چشتی، میراں جی خدانما جو خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے سلسلۂ فیض کے زباندان و ادیب گزرے ہیں ۔ شاہ امین الدین علی اعلیٰ ولد برہان الدین جانم میراں جی عشق شمس العشاق کے پوتے تھے۔ ان کی زبان و بیان نے علاقے دکن میں تشنہ گانۂ علم وکسب کو فیض پہنچایا۔ ان کے علاوہ خطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ برہان الدین غریب چشتی، مومن عارف باللہ اور دیگر سلاسیل صوفیائے اکرام نے زبان کے فروغ میں کردار ادا کیا ہے۔

2.6 آپ نے کیا سیکھا

اس اکائی میں آپ نے سیکھا کہ

- زبان کسے کہتے ہیں
- زبان اور تہذیب کا تعلق کیا ہے
- زبان کی صورتحال ماضی میں کیا تھی
- زبان کس طرح تبدیل ہوتی ہے
- زبان اپنے اندر کیا صلاحیت رکھتی ہے
- اردو زبان کس طرح تشکیل پائی

2.7 اپنا امتحان خود لیجیے

1۔ زبان کسے کہتے ہیں؟

2۔ بولی کسے کہتے ہیں؟

3۔ زبان کے معرض وجود میں آنے کے اسباب کیا ہیں؟

4۔ قدیم زمانے میں کون کون سی زبانیں استعمال میں رہیں؟

5۔ ہند آریائی اور اردو زبان کا ارتقاء کیسے ہوا؟

2.8 سوالات کے جوابات

1۔ احساسات اور جذبات کو سلیقے سے پیش کش کا اظہار زبان کہلاتا ہے۔ زبان آوازوں کا مجموعہ ہے۔ جو تکلم کے سبب پیدا ہوتی ہے۔

2۔ بے تکلف استعمال کی جانے والی زبان بولی کہلاتی ہے۔ جو گھروں، بازروں میں استعمال ہوتی ہے۔

3۔ تجارتی، سیاسی اور انتظامی عمور کے اظہارات اور ترسیل میں آسانی کے سبب زبان وجود میں آتی ہے۔

4۔ قدیم زمانے میں دراوڑ، سنسکرت، پراکرت، اپ بھرنشائیں استعمال کی جاتی رہیں۔

5۔ آریاؤں کی آمد 1000ء کے بعد زبان میں تبدیلی سے جو نئی زبان تشکیل پا رہی تھی۔ آگے چل کر جدید زبان یعنی اردو بنی جو اکیسویں صدی میں بھی بولی اور استعمال کی جاتی ہے۔

2.9 فرہنگ

الفاظ	معنی
نکات	نکتہ کی جمع، نکتے، باریکیاں
مفصل	تفصیلی
ارتقاء	درجہ بدرجہ، ترقی
بے ساختہ	برجستہ، بلا تامل، سادہ
تہذیب	تربیت، رہن سہن، طرز معاشرت
اسلاف	آباؤ اجداد، مورث
پاسدار	جانبدار، حمایت، نگہبان، طرفدار
انفاس کا مدار	لمحات زندگی، سانسیں، دم
شستگی	عمدگی، اچھائی، خوبی، خالص ہونا
نفاست	لطافت، صفائی، پاکیزگی

لطافت	عمدگی، نرمی، سلاست، سلیقہ
سرشت	جبلت، فطرت، نہاد، نیچر
ودیعت	سپردگی، امانت
گٹھ جوڑ	اتحاد، اتفاق
سدباب	روک تھام، حل
اختلاط	آمیزش، اخلاص، ارتباط، تعلقات
اقتصاد	میانہ روی، کفائت شعاری، مالی، معاشی

2.10 کتب برائے مطالعہ

1۔	اردو لسانیات	ڈاکٹر شوکت سبزواری	ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ	1996
2۔	مقدمہ تاریخ زبان اردو	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	سرسید بک ڈپو، علی گڑھ	1958
3۔	تاریخ ادب اردو	نورالحسن نقوی	ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ	2001
4۔	اردو ادب کی مختصر تاریخ	اکٹر انور سدید	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد	1991
5۔	اردو ادب کی تاریخ	جمیل جالبی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، دہلی	1977
6۔	تاریخ ادب اردو	وہاب اشرفی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی	2000
8۔	مختصر تاریخ ادب	ڈاکٹر سید اعجاز حسین	اردو کتاب گھر دہلی	1964
9۔	دکن میں اردو	نصیر الدین ہاشمی	ترقی اردو بیورو، نئی دہلی	1985